شاہِ جیلان رح

مؤلّف

سرفراز خان

مکتبہ نقیب اہلسنّت

پوسٹ بکس ۶۳ چکوال

شاہِ جیلانؒ

مؤلّف

سرفراز خان

مکتبہ نقیب اہلسنّت
پوسٹ بکس ۶۳ چکوال

نام کتاب ـــــــــ شانِ جیلانؒ

مطبع ـــــــــ اسد محمود پرنٹر

ناشر ـــــــــ مکتبہ نقیب اہلسنت

اشاعت اوّل ـــــــــ ۱۹۸۶ء

قیمت ـــــــــ ۴ روپے

مکتبہ نقیبِ اہلسنّت چکوال

تقدیم

مذہب انسانی زندگی کو دو حصوں میں تقسیم کرتا ہے ایک جسمانی یا مادی زندگی دوسری روحانی یا باطنی زندگی اسلام دوسرے مذاہب سے مختلف دونوں زندگیوں کو اہمیت دیتا ہے اور دونوں ایک دوسرے کے ممد و معاون ہیں۔ لیکن دونوں میں اہمیت باطنی زندگی کو دی گئی ہے اہمیت دینے کا مطلب نفی نہیں اہمیت کا مطلب یہ ہے کہ مادی زندگی محدود ہے اور روحانی زندگی لامحدود، مادی ارتقاء روحانی ارتقاء پر منتج ہوتا ہے۔ ابتدائی مراحل میں روحانی زندگی مادی زندگی کے زینے سے ارتقاء پذیر ہوتی ہے یہی وجہ ہے کہ انسان اپنی عمر کے ایک مخصوص حصّے میں پہنچ کر ذہنی پختگی حاصل کرتا ہے اور یہی ذہنی پختگی اس کا روحانی عمل ہے۔

روحانی زندگی جو کہ مذہب کا بنیادی عنصر ہے چونکہ اعمال کا اثر روحانی زندگی پر پڑتا ہے اور انہی اعمال کی بدولت روحانی ارتقاء ہوتا ہے۔ مذہب اعمال کو دو حصّوں میں تقسیم کرتا ہے اچھے اعمال یا بُرے اعمال۔ مذاہب میں اچھے اعمال کا حکم دیا جاتا ہے اور بُرے اعمال سے منع کیا جاتا ہے تمام مذاہب کا اس پر کلی اتفاق ہے لیکن اعمال کی تشریحات میں وہ ایک دوسرے سے اختلاف کرتے ہیں۔ اس اختلاف کے باوجود جملہ عالم کے تمام شارحین مذاہب کا اچھے اور بُرے اعمال پر کلی اتفاق ہے۔ مثلاً سب اس پر اتفاق کرتے ہیں جھوٹ بُری چیز ہے سچ بولنا اچھی چیز ہے کسی کو دھوکہ دینا، کسی کا حق چھیننا ہرگز جائز نہیں، اسی طرح یہ ایک طویل فہرست ہے جس پر تمام بنی نوع

وغیرہ سے تعبیر کر کے پیچھا چھڑانے کی کوشش کرتے ہیں۔ یہ بات یہاں ختم نہیں ہو جاتی اتمام محبّت کے لئے اپنی اس اثر اندازی کو حیوانات اور نباتات، جمادات میں دکھا کر خدا کی طرف سے نبی یا رسول ہونا ثابت کرتے ہیں گویا کہ نبی یا رسول اس بات کی دلیل ہے کہ وہ کائنات کی دوسری چیزوں پر حالات کے مطابق اثر انداز ہونے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جب بھی کسی نبی نے نبی ہونے کا دعویٰ کیا تو اُن کے ہم عصر اُن سے دلیل مانگتے ہیں اور نبی کی دلیل اس کا معجزہ ہوتا ہے اور نبی کے معجزے کو خداتعالیٰ نے اپنی کلام میں آیت سے تعبیر کیا ہے۔ گویا کہ نبی کا معجزہ خدا کی نشانی ہوتا ہے۔

مادہ پرستوں نے جو نظریہ قائم کیا تھا اس کو ثابت کر دیا کہ مادہ ہی اصل حیات ہے مادہ ہی روح کو جنم دیتا ہے مادے سے الگ روح کا کوئی وجود نہیں ہوتا، مادہ ہی انرجی کا ذخیرہ ہے لیکن روحانی نظریئے کے علمبردار یہ ثابت نہ کر سکے کہ روح بذات خود انرجی ہے جو تمام انرجیوں سے سُپر ہے اور یہ ایک ایسی حقیقت ہے جس کو جھٹلایا نہیں جا سکتا لیکن تساہل پسندوں نے ایک زندہ حقیقت کو بھی ادعائیت سے آگے نہ بڑھنے دیا اور نہ بڑھا سکے ان کی خود پسندی اور بغض باطن نے انہیں علمی وجدان کے مقام تک نہ پہنچنے دیا ورنہ صوفیائے کرام نے ان کے لئے راستہ صاف کر دیا تھا روحانی زندگی جو مذہب کی بنیاد ہے اس کی آبیاری اس مقدس گروہ نے کی جس کو نظر انداز کر کے پادریوں کے جانشین کفر بازی پر لگ گئے، بعض محققین "رہبانیت" کو اسلام کے لئے زہر ثابت کر کے اپنے اسلام کو ثابت کرتے ہیں لیکن وہ بھول میں ہیں کہ اس راستے کو ترک کر کے اسلام کے محافظ بن سکیں گے؟ جن بنیادوں پر اسلام کی

وغیرہ سے تعبیر کر کے پیچھا چھڑانے کی کوشش کرتے ہیں، یہ بات یہاں ختم نہیں ہو جاتی، اتمام حجت کے لئے اپنی اس اثر اندازی کو حیوانات اور نباتات، جمادات میں دکھا کر خدا کی طرف سے نبی یا رسول ہونا ثابت کرتے ہیں گویا کہ نبی یا رسول اس بات کی دلیل ہے کہ وہ کائنات کی دوسری چیزوں پر حالات کے مطابق اثر انداز ہونے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جب بھی کسی نبی نے نبی ہونے کا دعویٰ کیا تو اُن کے ہم عصر اُن سے دلیل مانگتے ہیں اور نبی کی دلیل اس کا معجزہ ہوتا ہے اور نبی کے معجزے کو خدا تعالیٰ نے اپنی کلام میں آیت سے تعبیر کیا ہے۔ گویا کہ نبی کا معجزہ خدا کی نشانی ہوتا ہے۔

مادہ پرستوں نے جو نظریہ قائم کیا تھا اس کو ثابت کر دیا کہ مادہ ہی اصل حیات ہے مادہ ہی روح کو جنم دیتا ہے مادے سے الگ روح کا کوئی وجود نہیں ہوتا، مادہ ہی انرجی کا ذخیرہ ہے لیکن روحانی نظریئے کے علمبردار یہ ثابت نہ کر سکے کہ روح بذات خود انرجی ہے جو تمام انرجیوں سے سُپر ہے اور یہ ایک ایسی حقیقت ہے جس کو جھٹلایا نہیں جا سکتا لیکن تساہل پسندوں نے ایک زندہ حقیقت کو بھی ادعائیت سے آگے نہ بڑھنے دیا اور نہ بڑھا سکے ان کی خود پسندی اور بغض باطن نے انہیں علمی وجدان کے مقام تک نہ پہنچنے دیا ورنہ صوفیائے کرام نے ان کے لئے راستہ صاف کر دیا تھا روحانی زندگی جو مذہب کی بنیاد ہے اس کی آبیاری اس مقدس گروہ نے کی جس کو نظر انداز کر کے پادریوں کے جانشین کفر بازی پر لگ گئے، بعض محققین "رہبانیت" کو اسلام کے لئے زہر ثابت کر کے اپنے اسلام کو ثابت کرتے ہیں لیکن وہ بھول رہے ہیں کہ اس راستے کو ترک کر کے اسلام کے محافظ بن سکیں گے؟ جن بنیادوں پر اسلام کی

ادعائیت پیش کی جارہی ہے وہ سائنسی صداقتوں کے سامنے نہیں ٹھہر سکتے وقت کا تقاضا ہے قرآن کی ادعائیت "تدبروا" سے کام لے کر کام کو آگے بڑھایا جائے گا اور یہ کام وہی ہے جس کی بنیادیں صوفیائے کرام نے فراہم کی ہیں۔ اسی عمل کے ذریعے ثابت کیا جاسکتا ہے کہ معجزہ کیا ہے کرامت کیسے صادر ہوتی ہے؛ یہی وُہ عمل ہے جس سے کمالاتِ نبوّت کی کہنہ تک پہنچا جاسکتا ہے۔ معجزے کا صدور محض اتفاقی نہیں ہوتا یہ ایک منضبط روحانی نظام ہے یہ اسی سپر انرجی کا کرشمہ ہے جس کو اسکے نادان دوستوں نے نظر انداز کر رکھا ہے اور رہبانیت کے نام سے بھتوہ کردیتے ہیں۔ یہ انرجی مختلف انسانوں میں مختلف مدارج میں تقسیم کی گئی ہے جس طرح مادے کی مختلف کوالٹیز ہیں انسانوں میں روحانی مدارج ہیں اور نبی روحانی اعتبار سے تمام انسانوں میں فوقیت رکھتے ہیں اور خصائص روحانی انہیں ودلیعت کئے جاتے ہیں۔ "نبی" کا مفہوم واضح کرتا ہے اس معنویت کو جو اس کے اندر پنہاں ہے لیکن غیر نبی کو روحانیت کے اس مقام پر پہنچنے کے لئے محنت شاقہ کرنا پڑتی ہے جن لوگوں نے اس ریاضت کو اپنایا ہے اُن کی روحانی کشش اور جاذبیت کو ہزار کوششوں کے باوجود کم نہیں کیا جاسکا۔ ان کے نفوس، مقام قدس پر فائز ہیں یہ محض خوش اعتقادی نہیں مشاہدہ ہے، چونکہ ارتکازِ توجہ سے نفس پر جو اثرات مرتب ہوتے ہیں، دوسرے نفوس اس تاثیر کو قبول کرنے پر مجبور ہوتے ہیں، مسلسل ریاضت روح میں نکھار پیدا کر کے ایک زندہ حقیقت بنا دیتی ہے یہ حقیقت خارجی اشیاء پر اثر انداز ہو کر ان کی کیفیت تبدیلی کر دیتی ہے اس طرح کرامت استقامت کے علامت بن جاتی ہے یہی وہ مقام ہے جہاں سے سمجھا جاسکتا ہے کہ گوشت کے ٹکڑوں کو

آواز دینے سے وہ کیسے زندہ پرندے بن جاتے ہیں، اور مردہ ڈھانچے قم باذن اللہ سے زندہ حقیقت بن جاتے ہیں۔ سو سالہ مردہ جانور گرد جھاڑ کر اٹھ کھڑا ہوتا ہے، اس کے ہاتھوں کوڑھی شفایاب ہوتے ہیں، اندھے نور بصارت کی دولت سے مالا مال ہو جاتے ہیں، انہیں بے موسمے پھل مہیا ہوتے ہیں۔ دریا اُن کے لئے راستے بنا دیتے ہیں آسمان سے اُن کے لئے من وسلویٰ نازل ہوتے ہیں، اُن کے بدن کے کپڑوں سے آنکھوں کی روشنائی لوٹ آتی ہے، وُہ غروبِ آفتاب کو واپس لوٹا سکتے ہیں، چاند کو اشاروں سے ٹکڑے کر دیتے ہیں۔ اُن کے حلقہ نشینوں میں بھی یہ صلاحیت پیدا ہو جاتی ہے کہ منوں وزنی ہیرے جواہرات سے مزین شاہی تخت بغیر کسی نقصان کے آنکھ جھپکنے میں حاضر کر دیتے ہیں کسی شخص کا نفس کی قوتوں کو مسخر کر لینا اس کے ارادے کی عظمت کی دلیل ہے اس راہ میں عزم ہی وہ قوت ہے جو کسی فرد کی عظمت کو ظاہر کرتی وہ عزم ہی تھا جس نے قرون وسطیٰ کے مادہ پرست کافروں کو حیاتِ جاوید بخش دی یہی وہ عزم ہے جو تسخیر کائنات کا حوصلہ دیتا ہے۔

عزم ہی وہ قوت ہے جو تمام قوتوں کو مسخر کر لینے کی صلاحیت رکھتا ہے روح جب عالم قدس میں عزم کے ساتھ ذاتِ باری کی طرف متوجہ ہوتی ہے تو فیضان بارگاہ اس کی تقویت کا باعث بنتا ہے وہاں کی تجلیات سے یہ تجردات کی کیفیت حاصل کرتی ہے اس بارگاہ سے اس کو ایسی مناسبت ہو جاتی ہے جیسے آگ کی تپش لوہے میں سرایت کر جاتی ہے اور یہی کیفیت کبھی معجزہ ہوتا ہے اور کبھی کرامت بن

جاتی ہے یہی وہ کیفیت ہے جو وَمَا رَمَیۡتَ اِذۡ رَمَیۡتَ کا مصداق بن جاتی ہے اور یہی وہ کیفیت ہے جو بندے کی آنکھ اُس کی بن جاتی ہے اس کے کان اس کے اپنے کان نہیں رہتے اس کے اپنے ہاتھ، خدا کے ہاتھ بن جاتے ہیں۔ آیئے اسی مقام اور اسی کیفیت کے آئینے میں حضور غوثِ اعظمؒ کے حالات کا مطالعہ کریں آپ کے مقام اور مرتبے کو دیکھیں کہ کیسے ؎

نگاہِ مردِ مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں
جو ہو ذوقِ یقیں پیدا تو کٹ جاتی ہیں زنجیریں

سلسلۂ ولائیت

تاجروں کا ایک قافلہ جنگل میں ڈاکوؤں کے نرغے میں تھا بےبسی کے عالم میں قافلے کے لوگ پکارنے لگے "یا شیخ اباعبد اللہ الصومعی" اور شیخ قافلے میں موجود کھڑے پکار رہے تھے —— سُبُّوحٌ قُدُّوسٌ رَبُّنَا اللّٰہُ تصرفی یاخیل عنّا! اے پاک ذات اے ہمارے پروردگار، اے سوارو دُور ہو جاؤ! گھوڑے اپنے سواروں کو لے کر پہاڑوں کی طرف بھاگ نکلے۔ پھر جب قافلے کے لوگ آپ کی طرف متوجہ ہوئے آپ کہیں نظر نہ آئے ہرطرف تلاش کیا لیکن آپ کا کچھ پتہ نہ چلا۔

آپ ہی کے سامنے ایک نوجوان کھڑا نہائت زاری سے درخواست کر رہا تھا حضور! مجھے معاف فرما دیجئے میں تین دن سے بھوکا تھا میرا نفس نہائت بے صبری کے عالم میں تھا سیب کھا لینے کے بعد خیال آیا کہ اس کے مالک کی اجازت کے بغیر کھالیا —— میں آپ سے معافی چاہتا ہوں مجھے معاف کر دیں آپ کی اجازت کے بغیر میں نے سیب کھا لیا۔

شیخ کا باغ نہر کے کنارے پر تھا سیب کے درخت کی ٹہنی نہر میں جھکی

ہوئی تھی اس کا ایک سیب پانی میں گر پڑا اسی نہر کے کنارے یہ نوجوان وضو بنا رہا تھا کہ سیب نظر پڑا اور نکال کر کھا لیا لیکن شیخ معاف نہیں کر رہے تھے۔ فرمایا ایک شرط ہے معافی کی وہ یہ کہ میرے گھر میں ایک لڑکی ہے ہاتھ پاؤں سے اپاہج آنکھوں سے اندھی زبان سے گونگی کان سے بہری اس کو اپنے عقد میں لے لو! تو معاف کر دوں گا۔ نوجوان سکتے میں پڑ گیا کہ میں تو خود ہی کو نہیں سنبھال سکتا اس کو کیسے سنبھالوں گا؟ لیکن کل قیامت کی باز پرس کے خوف سے اس دنیا میں سزا بھگت لینے کو ترجیح دی اور اس شرط کو مان لینے پر آمادہ ہو گئے۔

جب عقد کے مراحل طے ہو گئے اور حجلۂ عروسی میں معاملہ کچھ اور ہی تھا اُلٹے قدم واپس شیخ کی خدمت میں پہنچے، شیخ نے فرمایا بیٹے گھبراؤ نہیں میں نے اسی لڑکی کے بارے میں تم سے کہا تھا، اور وہ جو صفات میں نے بیان کی تھیں وہ در اصل تم سمجھے نہیں ہاتھ پاؤں سے اپاہج اس لئے کہا تھا اُس نے آج تک ہاتھوں سے کوئی ایسا کام نہیں کیا جو رضائے الٰہی کے خلاف ہو اور کوئی قدم ایسا نہیں اٹھایا جو اللہ تعالیٰ کے راستے سے ہٹ کر ہو زبان سے کوئی بات ایسی نہیں نکالی جو اس کی ناراضگی کا سبب ہو یہی حال کان، آنکھ کا ہے اس بچی کی سراپا زندگی، اس کی رضا میں ہے، اس کا اُٹھنا بیٹھنا چلنا پھرنا اپنے جدِّ اعلیٰ اور اپنے رسولؐ کے نقشِ قدم پہ ہے۔

یہ عفیفہ حضرت شیخ عبدالقادرؒ کی والدۂ محترمہ ہیں اور وہ متقّی صالح نوجوان

آپ کے والد ابو صالح موسیٰ ہیں اور شیخ محترم صاحبِ تصرّف بزرگ آپ کے نانا عبداللہ صومعیؒ ہیں۔ یہ سادات کا سارا گھرانہ ہی صاحبِ تقویٰ اور صاحبِ تصرف خاندان تھا اور جب دعا کے لئے ہاتھ اُٹھاتے تو اجابت درِ حق سے استقبال کیلئے موجود ہوتی۔ لوگ خشک سالی سے پریشان دعائیں مانگتے تھک گئے آخر آپ کی پھوپھی سیّدہ عائشہؒ کے پاس آئے درخواست کی کہ دعا فرمائیں بُرا حال ہو رہا ہے پانی کے قطرے قطرے کو ترس رہے ہیں مویشی بھوک سے مر رہے ہیں خشک سالی نے بدحالی کی انتہا تک پہنچا دیا ہے دعا فرمائیں اللہ مینہ برسائے، آپ اُٹھیں گھر کے صحن میں جھاڑو دیا پھر بارگاہِ الٰہی میں ہاتھ اٹھائے "میرے پروردگار جھاڑو تو میں نے دے دیا اب اس پہ چھڑکاؤ تو کر دے" اتنا کہنا تھا کہ آسمان پر ہر طرف سے بادل گھر آئے مُوسلا دھار بارش ہوئی لوگ بھیگتے گھر لوٹے۔

بچپن

رمضان المبارک کا مہینہ تھا معصوم عبدالقادرؒ نے دن بھر دودھ نہیں پیا اور شام کو افطار کے وقت دودھ پیتے، شہر بھر میں مشہور ہو گیا شریفوں (سادات) کے گھر میں ایک ایسا بچہ پیدا ہوا ہے جو روزے رکھتا ہے، آپ کی کفالت آپ کے نانا نے کی اور آپ ہی کی نسبت سے جانے پہچانے جاتے تھے، عام بچوں کی طرح کھیلنا تو کجا ایک بار کھیلنے کے ارادے

سے نکلے تو سُنائی دیا "اے مبارک کہاں جاتے ہو"۔ اس غیبی آواز سے ڈر کر واپس گھر دَوڑے آئے اور ماں کی گود میں پناہ لی۔ مدرسہ میں جب پڑھنے جاتے تو یہ آواز سنتے کہ "اللہ کے ولی کو بیٹھنے کے لئے جگہ دو" !

عرفہ کا دن تھا شہر سے باہر نکلے دل لگی کے طور پر ایک بَیل کے پیچھے ہو لئے اس کو ہانکنے لگے، بیل نے مُڑ کر دیکھا اور کہا "عبدالقادر! تمہیں اس لئے تو پیدا نہیں کیا گیا"۔ فرماتے ہیں مَیں گھر واپس پہنچا اور مکان کی چھت پر چڑھ گیا اللہ نے حجابات اُٹھا دیئے اور مَیں لوگوں کو عرفات کے میدان میں دیکھ رہا تھا کہ وُقوف کر رہے تھے، مَیں اپنی ماں کے پاس آیا اور عرض کی کہ اللہ کے لئے مجھے اپنا حق معاف کر دیں مَیں بغداد جانا چاہتا ہُوں تاکہ وہاں جا کر علم حاصل کروں اور بزرگوں کی صُحبت سے فیض پاؤں اور سارا واقعہ ماں کو کہہ سنایا۔ ماں رو پڑیں آنسوؤں کے ساتھ اپنا حق معاف کیا اور اللہ کے حوالے کیا، جاؤ بیٹا! مَیں اللہ کے لئے تمھیں اپنا حق معاف کرتی ہوں اب اس چہرے کو قیامت کے دن ہی دیکھیں گے۔

ماں نے رُخصت کرتے وقت زادِ راہ کے طور پر چالیس دینار گُدڑی میں سی دیئے اور وصیت کی ہمیشہ سچ بولنا۔ اور بغداد کو جاتے ہوئے ایک قافلے کے ہمراہ کر دیا۔ جب یہ قافلہ ایک جنگل سے گُذر رہا تھا تو ڈاکوؤں نے گھیر لیا مال واسباب لُوٹتے ہُوئے ایک سوار آپ کے پاس آیا اور پُوچھا

ہے کچھ تمہارے پاس، فرمایا ہاں میرے پاس چالیس دینار ہیں وُہ اس کو مذاق سمجھ کر آگے بڑھ گیا، دوسرا آیا اُس نے بھی ایسا ہی سوال کیا اور آپ نے وُہی جواب دیا جو پہلے کو دیا تھا یہ بھی چلا گیا جب یہ لوگ اپنے سردار کے پاس پہنچے تو اپنے سردار سے دلچسپی کے طور پہ یہ واقعہ بیان کیا، اور جب دُوسرے نے اُس کی تصدیق کی تو سردار نے حکم دیا کہ اس لڑکے کو ہمارے پاس لایا جائے آپ فرماتے ہیں جب وہاں پہنچا تو لُوٹا ہوُا مال تقسیم کیا جا رہا تھا اُن کے سردار نے مُجھ سے پُوچھا تمہارے پاس کیا ہے؟ مَیں نے بتایا چالیس دینار: اُس نے کہا کہاں ہیں، مَیں نے گُدڑی میں سِلی ہوئی جگہ پر ہاتھ رکھا، انہوں نے اُدھیڑ کر دیکھا تو واقعی چالیس دینار برآمد ہوئے اور وُہ حیران ہو کر پُوچھنے لگے کہ یہ بتانے کی غلطی مَیں نے کیوں کی؟ تو مَیں نے اُنہیں بتایا کہ ماں نے مُجھ سے سچ بولنے کا عہد لیا تھا اور مَیں اس کو توڑ نہیں سکتا، یہ سُن کر ڈاکوؤں کا سردار رو پڑا اور کہنے لگا تُم نے تو اپنی ماں سے کیا ہوُا عہد نہیں توڑا ہم تو اپنے رب سے کیا ہوُا عہد بہت عرصہ سے توڑ رہے ہیں۔ پھر اس نے آپ کے ہاتھ پہ توبہ کی اور رہزنی سے تائب ہوُا اس کے ساتھیوں نے بھی آپ کے ہاتھ پہ توبہ کی قافلے کا تمام مال واسباب اُنہیں واپس کیا۔

بغداد میں ورُود اور ریاضت

۴۸۸ھ میں آپ بغداد پہنچے یہی وہ سال ہے جب امام غزالیؒ تلاشِ حق کی جستجو میں بغداد سے نکلے گویا بغداد کو ایک کامل کے عوض دُوسرا کامل دے دیا گیا۔ یہ محض

اتفاق نہیں تھا ماں نے جو چالیس دینار دیئے تھے وہ راستے ہی میں خرچ ہو گئے تھے بغداد پہنچ کر کھانے کو کوئی مباح چیز نہ ملی بیس روز اسی حال میں گزر گئے، شاہی محلات کے کھنڈرات کی طرف گئے شاید کوئی چیز مل جائے مگر وہاں پہلے سے ستّر اولیاء اسی مباح کی تلاش میں پھر رہے تھے فرماتے ہیں میں وہاں سے شہر کی طرف واپس لوٹ آیا راستے میں مجھے اپنے وطن کا ایک شخص ملا اس نے مجھے ایک سونے کا ٹکڑا دیا کہ تیری والدہ نے تیرے واسطے یہ بھیجا ہے، اس سے میں نے کچھ اپنے پاس رکھا اور باقی ان ستّر اولیاء میں تقسیم کر دیا انہوں نے مجھ سے پوچھا یہ کیسا ہے؟ میں نے بتایا کہ میری ماں نے بھیجا ہے مجھے یہ بات اچھی نہیں لگی کہ سب میں اپنے پاس ہی رکھ لوں! میں نے جو اپنے پاس رکھا تھا اس سے کھانا خریدا اور فقیروں کو جمع کر کے سب کے ساتھ مل کر کھایا۔

بغداد میں ایک قحط پڑا کھانے کی کوئی چیز نہ ملتی تھی گری پڑی چیزوں پر گزارہ تھا کئی روز کے فاقے نے نڈھال کر دیا تھا دریا کی طرف نکل گیا تاکہ سبزی کے پتّے مل جائیں تو کھاؤں مگر وہاں، سبزی کے پتّے تلاش کرنے والے پہلے سے ہی چکّر کاٹ رہے تھے۔ فقیروں کا ہجوم دیکھ کر واپس لوٹ آیا راستے میں ایک مسجد پڑتی تھی اس میں پہنچا تو بھوک سے بُرا حال ہو رہا تھا اور موت کو اپنے گرد منڈلاتے دیکھ رہا تھا، ایک نوجوان مسجد میں آیا شوربا اور روٹی اس کے پاس تھی وہ بیٹھ کر کھانے لگا جب لقمہ اُٹھایا تو شدّتِ بھوک سے لقمہ دیکھ کر میرا منہ کُھل جاتا اس حرکت پر میں نے

نفس کو ملامت کیا، میری اس حالت پر اس نوجوان کی نظر پڑ گئی تو مجھے بھی کھانے میں شامل ہونے کی دعوت دی میں نے انکار کیا اور اس نے اصرار کیا میرے نفس نے مجھ سے کھانے کا تکرار کیا اور نہائیت بے صبری کی۔ چنانچہ میں اُسکے ساتھ کھانے میں شامل ہو گیا وہ مجھ سے پوچھنے لگا کہ تم کیا کرتے ہو؟ اور کہاں کے رہنے والے ہو، میں نے بتایا کہ جیلان کا رہنے والا ہوں اور یہاں علم حاصل کرتا ہوں اُس نے کہا میں بھی جیلان کا ہی رہنے والا ہوں، کیا عبدالقادر نام کے کسی نوجوان کو جانتے ہو؟ جی ہاں! میں ہی عبدالقادر ہوں! وہ پریشان ہو گیا اور ندامت کا اظہار کرتے ہوئے بولا بھائی معاف کر دیں کئی روز کا بھوکا تھا اپنا خرچہ ختم ہو گیا آپ کی امانت تھی اس سے کھانا خریدا اور یہ وہی کھانا ہے جو آپ کے سامنے ہے پہلے میں میزبان تھا آپ مہمان لیکن اب آپ میزبان اور میں مہمان ہوں، آپ کی والدہ نے آٹھ دینار آپ کے لئے بھیجے تھے کچھ تو میں نے کھانا خریدا اور باقی یہ ہیں۔

یہ تمام مشکلات مجاہدہ اور ریاضت سے پہلے طالب علمی کے دور کی ہیں باقاعدہ ریاضت شروع کرنے سے پہلے ریاضت کرنے کے عادی ہو چکے تھے فرماتے ہیں۔ ایک دفعہ شہر سے باہر ایک جگہ بیٹھا سبق یاد کر رہا تھا لیکن عسرت کا بھوت ذہن سے نکل نہیں رہا تھا ہاتف نے آواز دی کہ کچھ قرض لے لیا کرو تاکہ علم حاصل کرتے میں دشواری نہ ہو میں نے کہا قرض کہاں سے

ئوں ، اور فقیروں کو قرض دیتا بھی کون ہے ؟ اور اگر مل بھی جائے تو ادا کیسے کروں گا ؟ جواب ملا قرض لے لو اس کو ادا کرنا ہمارا کام ہے میں ایک سبزی فروش کے پاس آیا اور اس شرط پر قرض مانگا کہ جب کبھی کوئی چیز میرے ہاتھ لگی ادا کر دوں گا اگر مر گیا تو معاف کر دینا ، مجھے ہر روز ایک روٹی دیا کرو اور آدھی روٹی کے عوض کوئی ساگ دے دیا کرو ۔ میری اس التجا کو سن کر سبزی فروش کے آنسو ٹپک پڑے اور کہنے لگا میرے آقا : آپ جو چاہیں لے جایا کریں میں نے آپ کو بخش دیا اس طرح ہر روز اس سے ایک روٹی اور آدھی روٹی کے بدلے ساگ لے جاتا کچھ عرصہ اسی طرح گزر گیا لیکن اس کی ادائیگی نہ ہونے سے مجھے شرم آ رہی تھی مجھے کہا گیا کہ فلاں جگہ جاؤ اور وہاں سے جو چیز ملے اٹھا لاؤ میں نے ایسا ہی کیا وہاں ایک سونے کی ڈلیا پڑی پائی جو میں نے سبزی فروش کو دے دی ۔

طالب علمی کا واقعہ ہے کچھ طالب علموں نے ایک گاؤں میں جا کر وہاں سے غلّہ مانگ لانے کا پروگرام بنایا آپ کو بھی ان طالب علموں نے اپنے ساتھ لے لیا جب وہاں پہنچے تو آپ نے مناسب سمجھا کہ وہاں کے ایک مشہور بزرگ کی خدمت میں جا کر پہلے زیارت کریں پھر غلّہ مانگیں گے ۔ فرماتے ہیں جب میں ان کے پاس پہنچا مجھ سے فرمایا حق کے مرید اور نیک بندے

بندوں سے مانگا نہیں کرتے میں اُنہی قدموں بغداد واپس لوٹ آیا اور نہ زندگی بھر کسی سے سوال نہیں کیا اور ہمیشہ دُوسروں کو سوال کرنے سے منع کرتا رہا۔

ابُوسعید عبداللہؒ ذکر کرتے ہیں کہ جن دنوں ہم جامعہ نظامیہ میں پڑھتے تھے تو ہمارا شغل تھا کہ درس سے فارغ ہو کر عبادت کرتے اور صالحین کی زیارت کو جایا کرتے تھے میرے اس ذوق میں ابنِ سقا اور عبدالقادرؒ شامل تھے، بغداد میں ان دنوں ایک بزرگ تھے جو غوث کے لقب سے مشہور تھے ان کے متعلق ہم نے سُنا تھا کہ جب چاہتے ہیں ظاہر ہوتے ہیں اور جب چاہتے ہیں رُوپوش ہو جاتے ہیں، ہم تینوں اُنہیں دیکھنے کے ارادے سے نکلے راستے میں ابنِ سقا کہنے لگا کہ مَیں ایک مسئلہ پُوچھوں گا جس کا وہ جواب نہ دے سکیں گے، شیخ عبدالقادرؒ نے کہا معاذ اللہ! مَیں تو اُن کی آزمائش کے لئے نہیں بلکہ اُن کی زیارت کے لئے جا رہا ہُوں اور ان سے برکات حاصل کرنے کا ارادہ رکھتا ہُوں!

جب ہم اس کے مکان پر پہنچے تو وہاں کوئی بھی مَوجُود نہ تھا ہم بیٹھ گئے لیکن تھوڑی دیر بعد وُہ بزرگ ہمارے پاس بیٹھے تھے اُنہوں نے ابنِ سقا کو مخاطب کیا اور نہایت غصّے سے دیکھ کر کہا تُو مجُھ سے ایسا سوال کرنا چاہتا ہے جس کا جواب مُجھے نہ آئے گا، سُن! تیرا سوال یہ ہے اور اس کا جواب یہ ہے اور مَیں دیکھ رہا ہوں کہ کفر کی آگ تیرے اندر بھڑک رہی ہے۔ اس کے بعد میری طرف دیکھا اور کہا اے عبداللہ کیا تُو مجھ سے ایسا سوال کرنا چاہتا ہے کہ مَیں اس کا جواب کیا دیتا ہوں؟

وہ مسئلہ یہ ہے اور اس کا جواب یہ ہے تمہاری بے ادبی کے سبب دنیا تمہارے کانوں کی لو تک پہنچے گی۔ پھر شیخ عبدالقادرؒ کی طرف دیکھا انہیں اپنے قریب کیا اور نہایت تعظیم کی اور کہا۔ اے عبدالقادرؒ تم نے اپنے ادب کی وجہ سے خدا اور رسولؐ کو راضی کیا۔ میں تم کو بغداد میں اس حالت میں دیکھ رہا ہوں کہ تم ممبر پر بیٹھے ہو اور پکار رہے ہو کہ "میرا یہ قدم ہر ولی کی گردن پر ہے" اور میں تیرے وقت کے ہر ولی کو دیکھ رہا ہوں کہ تیرے جلال کی وجہ سے گویا انہوں نے اپنی گردنوں کو جھکا دیا۔

ہم تینوں کے بارے میں حرف بہ حرف یہ پیش گوئی ثابت ہوئی، ابنِ سقا دینی علوم میں مہارت حاصل کرنے کے بعد فصاحت و بلاغت کی وجہ سے بادشاہ کا قرب حاصل کرنے میں کامیاب ہوا پھر شاہ روم کی درخواست پر وہاں کے پادریوں سے مناظرے کی غرض سے بھیجا گیا وہاں کے تمام پادریوں کا ناطقہ بند کر دیا بڑی عزت اور شہرت حاصل کی ایک روز بادشاہ کی لڑکی پر نظر پڑ گئی اور فریفتہ ہو گیا بادشاہ سے درخواست کی کہ اس کا نکاح کر دیا جائے بادشاہ نے کہا اس شرط پر کہ تو عیسائی ہو جائے اس نے یہ شرط قبول کر لی۔ اور مجھے سلطان نور الدین نے اوقات کا نگران بنایا اس طرح دنیا میرے کانوں کی لو تک پہنچ گئی اور شیخ عبدالقادرؒ کے الفاظ بھی ہم نے اپنے کانوں سے سنے ممبر پر کھڑے فرما رہے تھے "میرا یہ قدم ہر ولی کی گردن پر ہے"۔

مجاہدہ اور سلوک

طریقت میں آپ کی تربیت حضرت ابوالخیر حماد بن مسلم وباسؒ سے ہوئی آپ کو نہایت کٹھن آزمائشوں سے گزرنا پڑا فرماتے ہیں طالب علمی کے دوران آپ کے پاس سے جب غائب ہوتا اور پھر جب آپ کے پاس آتا تو فرماتے ہمارے پاس کیا لینے آئے جاؤ موسوی بنو مجھے بڑی اذیت دی جاتی اور نہائیت صبر آزما مار سہنا پڑتی، آپ کے دیکھا دیکھی آپ کے دوسرے مرید اور ساتھی بھی مجھے تنگ کرنے لگے تو شیخ کو احساس ہوا انہیں سختی سے ڈانٹ دیا اور فرمایا تمہیں اس کا حق نہیں پہنچتا، میں تو اس کو آزمانے کے لئے اور پختہ کرنے کے لئے ایسا کرتا ہوں اور میں دیکھتا ہوں کہ عبدالقادرؒ استقامت کا ایک پہاڑ ہے۔

آپ نے مدتیں مدائن کے خرابات میں گزاریں اپنے نفس کو مجاہدہ اور ریاضت کا اس قدر خوگر بنالیا تھا کہ سال بھر گری پڑی چیزیں کھا کر گزار دیا لیکن پانی نہیں پیا اور پھر ایک سال صرف پانی پی کر گزارا کھایا کچھ نہیں اس کے بعد ایک سال نہ کچھ کھایا نہ کچھ پیا نہ سوئے؛

فرماتے ہیں، کرخ کے میدان میں بھی بہت عرصہ بسر ہوا اس دوران سوائے بوٹیوں کے کچھ نہ کھایا۔ ہر سال ایک شخص صوف کا جبّہ لاکر دیتا اور میں پہن لیتا تھا ہزار امتحانوں سے گزرا تب جاکر تمہاری دنیا سے راحت حاصل کی مجھے کوئی پہچانتا نہ تھا البتہ یہ کہ گونگا پاگل کہتے تھے کانٹوں میں ننگے پاؤں پھرا کرتا تھا۔

حشراتُ الارض، زہریلے کیڑوں سانپ بچھوؤں کو پاؤں کے نیچے دبایا پھرتا تھا۔
نفس اپنے ارادے میں کبھی کامیاب نہ ہُوا اور نہ کبھی دنیا کی زینت نے مجھے مرعوب کیا اور نہ کبھی اس سے تعجب ہُوا تیس سال عراق کے جنگلوں میں مارا مارا پھرتا رہا نہ مَیں مخلوق کو پہچانتا تھا اور نہ وہ مجھے پہچانتے تھے، خضرؑ میرے پاس آیا کرتے ایک بار اُنہوں نے مجھ سے عہد لیا کہ جب تک مَیں واپس نہ آؤں اسی جگہ ان کا انتظار کروں یہ عہد لے کر چلے گئے اور تین سال بعد واپس آئے میں اُسی جگہ ان کا انتظار کرتا رہا اِسی دوران مجھے بڑی بڑی آزمائشوں سے گزرنا پڑا لیکن پروردگار نے مجھے ہر حال میں ثابت قدم رکھا شیاطین مختلف صُورتیں بدل کر میرے پاس آتے مجھے خوفزدہ کرتے اور مار ڈالنے کی دھمکیاں دیتے اور کبھی میرا نفس میرے سامنے ایک صُورت میں ظاہر ہوتا اور مجھ سے التجا کرتا کہ جو مرضی ہے کروں آپ کی تابعداری کروں گا اور کبھی پریشان کرنے کا ہر طریقہ اختیار کرتا۔
ایک بار شیاطین مُسَلَّح ہو کر میرے پاس آئے ان کی شکلیں نہایت ہیبت ناک تھیں وہ آگ کے شُعلے مجھ پر برساتے لیکن اللہ نے مجھے ایسی ثابت قدمی عطا فرمائی جس کی تعبیر نہیں ہو سکتی مجھے اپنے باطن سے سنائی دیتا "عبدالقادر ان کے مقابلے میں ثابت قدم ہو جاؤ ہم تمہاری مدد کرتے ہیں جب مَیں اُن کے پیچھے دوڑتا تو وہ سب بھاگ جاتے!

ایک مرتبہ شیطان تنہا میرے پاس آیا اور کہنے لگا تم یہاں سے چلے جاؤ ورنہ تمہارے ساتھ یوں اور توں کر دوں گا مجھے خوف زدہ کرنے کی کوشش کرتا رہا۔ میں نے لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ پڑھا تو اس کو آگ لگ گئی۔

ایک دفعہ نہائیت خوفناک شکل میں میرے پاس آیا اس کے جسم سے بدبو آ رہی تھی کہنے لگا میں ابلیس ہوں تمہارے پاس اس لئے آیا ہوں کہ آپ کی خدمت کروں کیونکہ آپ نے مجھے اور میری ذرّیت کو تھکا دیا ہے اب وہ ہار چکے ہیں۔

ایک دفعہ پیاس کی شدّت سے نڈھال ہو رہا تھا کہ ایک بادل نمودار ہوا اُس سے خنکی محسوس ہوئی اور تری جسم میں سرائیت کر رہی تھی جس سے پیاس جاتی رہی اس کے بعد ایک نور روشن ہوا جس نے آسمان کے کناروں کو ڈھانپ لیا تھا پھر اس سے ایک صورت نمودار ہوئی جس سے آواز آ رہی تھی "اے عبدالقادر میں تیرا پروردگار ہوں میں نے تجھے سب کچھ معاف کر دیا اور سب کچھ تیرے لئے جائز کر دیا، تیرے لئے کوئی چیز حرام نہیں، تیرے لئے سب کچھ حلال ہے" یہ سن کر میں نے پڑھا اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ اے مردود دور ہو جا، وہ نور دھوئیں میں تبدیل ہو گیا اور روشنی تاریکی بن گئی۔ اس تاریکی سے پھر آواز آئی "اے عبدالقادر! تجھے تیرے علم اور عقل نے بچا لیا ورنہ میں تو اس طرح ستر ولیوں کو گمراہ

کر چکا ہوں" میں نے اُس کو جواب دیا اے مردود مجھے میرے پروردگار نے بچایا اس کا فضل اور احسان میرے شاملِ حال ہے" آپ سے پوچھا گیا کہ آپ کو کیسے معلوم ہوا کہ وہ شیطان ہے فرمایا اس کے اپنے قول سے (کہ حرام کو حلال کر دیا)

فرمایا تین روز سے لے کر چالیس روز تک عموماً کچھ کھائے پیئے اور سوئے بغیر گزار دیتا۔ چالیس سال عشاء کے وضو سے صبح کی نماز پڑھی، پندرہ سال عشاء کی نماز کے بعد قرآنِ پاک ایک پاؤں پہ کھڑے ہو کر پڑھتا رہا اور صبح کی نماز تک قرآنِ پاک ختم کر لیا کرتا تھا۔ ایک رات سیڑھی چڑھتے نفس نے خواہش کی کچھ دیر آرام کر لوں اور پھر قیام کر لینا جس جگہ نفس نے اسکی خواہش کی اُسی جگہ کھڑا ہو گیا اور ایک پاؤں اُٹھا لیا قرآن پاک شروع کر دیا اور آخر تک اسی طرح کھڑا رہا!

فرمایا ایک دفعہ بغداد کے جنگلوں میں مجھ پر حالت طاری ہو گئی اور ایک ساعت بھر یہ حالت رہی مجھ کو کچھ معلوم نہ تھا کہاں ہوں کیا کر رہا ہوں؟ جب ہوش آیا تو خود کو شہر شست میں پایا جو بغداد سے ۱۲ دن کا فاصلہ تھا مجھے اس امر میں حیرت ہوئی ایک عورت سامنے آئی کہنے لگی کہ عبدالقادرؒ! ہو کر اس بات پر تعجب کرتے ہو؟

ان صبر آزما مراحل سے گزر کر مجھے اس مقام پر فائز کیا گیا کہ میں اپنے

ہر نفع اور نقصان سے بالاتر ہو گیا حتیٰ کہ مجھے اپنی جان کی بھی کوئی پرواہ نہ رہی میرا الیقین حق الیقین ہو چکا تھا میری ذات میں میرے اعتقاد میں کسی دوسری چیز کی کوئی گنجائش نہ رہی اس کے لئے بھی مجھے آزمایا گیا اور اللہ تعالیٰ نے مجھے ثابت قدم رکھا!

ابو الفضل احمد بن صالح کہتے تھے کہ آپ کے پاس بہت سے علماء مشائخ اور فقراء جمع تھے قضاء و قدر کے بارے میں گفتگو ہو رہی تھی اسی اثناء میں ایک بہت بڑا سانپ چھت پر سے گرا آپ کی گود میں آپڑا لوگ بھاگنے لگے لیکن آپ نہ تو اپنی جگہ سے ہلے اور نہ ہی سلسلہ گفتگو منقطع کیا پھر سانپ رینگتا ہوا آپ کے سامنے سیدھا کھڑا ہو گیا اور آپ سے کچھ بات کی پھر چل دیا۔ آپ نے فرمایا یہ کہہ رہا تھا کہ میں نے بہت سارے اولیاء اللہ کو آزمایا لیکن کسی کو آپ کی طرح ثابت قدم نہیں دیکھا!

عبدالرزاق کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد شیخ عبدالقادر سے سنا آپ فرماتے تھے کہ ایک رات جامع منصور میں نماز پڑھ رہا تھا کہ ستون پر کسی چیز کی حرکت محسوس ہوئی پھر ایک بہت بڑا سانپ آیا پھنکارتا ہوا میرے سجدہ کی جگہ پر آکر بیٹھ گیا جب میں سجدہ پر گیا تو اس کو ہاتھ سے ہٹا کر سجدہ کیا وہ میری ران پر سے ہوتا ہوا گردن میں لپٹ گیا جب سلام پھیرا تو کہیں نظر نہ آیا دوسرے روز مسجد سے باہر میدان میں ایک شخص دیکھا بلی جیسی آنکھیں لمبا قد گویا میرے

انتظار میں کھڑا تھا، میں سمجھ گیا یہ انسان نہیں جن ہے اس نے مجھ سے کہا میں وہی کل والا ہوں جس کو آپ نے کل رات مسجد میں نماز پڑھتے دیکھا تھا میں نے بہت سارے اولیاء اللہ کو آزمایا مگر آپ کی طرح کوئی بھی ثابت قدم نہ رہا اُن میں سے بعض ظاہر و باطن سے گھبرا گئے، اور بعض بظاہر ثابت قدم رہے لیکن ان کے اندر اضطراب میں پڑ گئے اور بعض اندر سے ثابت رہے لیکن ظاہر سے مضطرب ہو گئے۔ آپ کی ذات کو میں نے ظاہر و باطن سے پُرسکون دیکھا میں آپ کے ہاتھ پر توبہ کرتا ہوں آپ مجھے بیعت کر لیں!

اسی طرح بچھو کا ستّر مرتبہ آپ کو ڈنگ مارنا اور آپ کا حالتِ نماز میں اس کو برداشت کرنا متواتر روایات میں آیا ہے، آپ کی اولادیں میں سے جب کوئی بچہ پیدا ہوتا اس کو آپ کے پاس لایا جاتا آپ یہ تصوّر فرماتے گویا کہ وہ مر گیا، وہ مر جاتا یا زندہ رہتا اس کی دونوں حالتیں آپ کے لئے یکساں ہوتیں آپ کے بعض اصحاب کہتے ہیں کہ شیخ کی سردیوں میں بھی یہ حالت ہوتی تھی کہ صرف ایک قمیض میں رہتے اور وُہ بھی پسینہ میں تر آپ کو پنکھا جھلایا جاتا جیسے گرمیوں میں۔ آپ فرمایا کرتے کہ میرا جی چاہتا ہے کہ پہلے کی طرح اب بھی جنگلوں میں رہوں نہ میں لوگوں کو دیکھوں اور نہ وُہ مجھے دیکھیں لیکن اللہ کی رضا یہ ہے کہ مجھ سے لوگوں کو فائدہ پہنچے ان کے دین کی اصلاح ہو اُن کی دنیا سنورے یسینکڑوں یہود و نصاریٰ مسلمان

ہُوئے لاکھوں شُہدے بدمعاش تائب ہوئے کوئی دن خالی نہ تھا کہ آپ کی مجلس میں غیر مسلم مُسلمان نہ ہوتے اور چور اُچکّے توبہ نہ کرتے اور بد مذہب راہِ راست پر نہ آتے ہوں۔

وَعظ

آپ فرماتے ہیں کہ ایک دن ظُہر کے وقت نماز سے پہلے مسجد میں بیٹھا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم تشریف لائے آپ فرمارہے تھے بیٹے! تم لوگوں کو وَعظ کیوں نہیں کہتے مَیں نے کہا "یا رسول اللہ میں ایک عجمی ہُوں بغداد کے فُصحاء کے سامنے کیسے تقریر کروں آپ نے فرمایا مُنہ کھولو چُنانچہ آپ نے میرے مُنہ میں سات بار اپنا لُعاب ڈالا اور مُجھ سے کہا لوگوں سے وعظ نصیحت کرو اور اُنہیں اپنے رب کے راستے پر نصیحت وحکمت کے ساتھ بلاؤ!

پھر جب ظُہر کی نماز پڑھ چُکے لوگوں کا ہجُوم میرے گرد اکٹھا ہونے لگا مَیں کچھ اضطراب محسُوس کر رہا تھا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ تشریف لائے اور فرمارہے تھے بیٹے تم تقریر کیوں نہیں کرتے مَیں نے لوگوں کے ہجُوم کی وجہ سے گھبراہٹ کا عُذر پیش کیا فرمایا مُنہ کھولو چُنانچہ آپ نے چھ بار میرے مُنہ میں لُعاب ڈالا مَیں نے عرض کیا کہ سات بار کیوں نہیں ڈالتے؟ فرمایا تقاضائے ادب ہے پھر آپ غائب ہوگئے مَیں ایسا محسُوس کر رہا تھا کہ میرے سینے میں حقائق ومعارف کے چشمے اُبل رہے ہیں آپ فرماتے ہیں کہ میری یہ پہلی تقریر تھی جو مَیں نے مجمعِ عام

میں کی تھی۔

جب آپ تقریر کرتے تو لوگ نہایت توجّہ سے سنتے آپ اکثر فرماتے "قال جاتا رہا یہ حال ہے ہم حال سے وعظ کرتے ہیں" تو لوگوں میں اضطراب پیدا ہو جاتا اور وجد و کیف کا سماں طاری ہو جاتا!

آپ اہلِ مجلس کے دلوں کے مطابق تقریر کرتے آپ کشف کے ساتھ ان کی طرف متوجّہ ہوتے جب ممبر پر کھڑے ہوتے تو آپ کے جلال سے لوگ بھی کھڑے ہو جاتے جب آپ فرماتے چُپ رہو تو لوگوں کے سانس کھنچ جاتے۔ آپ کی مجلس میں رجالِ غیب کثرت سے آتے۔

وعظ کے دَوران جب کیف و سُرور میں ہوتے تو فرماتے اے عزیز! میرے پاس بیٹھ میرے پاس سے غیر حاضر ہونے سے توبہ کر، یہاں آؤ یہاں ولایات اور درجات تقسیم ہوتے ہیں میرے پاس ہر ہفتہ میں آ سال میں آ کم از کم عمر بھر میں ایک بار ضرور آ ہزاروں چیزیں مجھ سے حاصل کر! اپنی پرہیزگاری اپنے حالات ترک کر دے جو کچھ میرے پاس ہوگا وہ تیرے لئے کفائیت کرے گا میرے پاس خاص خاص فرشتے آتے ہیں، اولیاء اور مردانِ غیب حاضر ہوتے ہیں مجھ سے خُدا کی بارگاہ کے آداب اور تواضع کے طریقے سیکھتے ہیں کوئی ولی ایسا نہیں جو میری مجلس میں حاضر نہ ہوتا ہو! زندہ اپنے جسموں کے ساتھ اور فوت شدہ اپنی رُوحوں کے ساتھ حاضر ہوتے ہیں۔

ابو حفص عمر بن حسین کہتے تھے کہ ایک روز شیخ نے مجھ سے فرمایا اے عمر!
میری مجلس سے غیر حاضر نہ ہوا کرو کیونکہ اس میں خلعتیں تقسیم کی جاتی ہیں اس پر
ہزار افسوس جو میری مجلس سے علیٰحدہ ہوا شیخ ابو حفص کہتے ہیں کہ اس بات کے
کئی سال بعد کا واقعہ ہے کہ ایک روز شیخ کی مجلس میں بیٹھا تھا مجھ پر نیند کا
غلبہ ہوا اور میری آنکھ لگ گئی میں نے دیکھا آسمان کی طرف سے خلعتیں
اُتاری جا رہی ہیں اور اہلِ مجلس کو تقسیم کی جا رہی ہیں میری آنکھ کھُلی تو میں
بے چین ہو گیا چاہا کہ لوگوں کو بتاؤں، لیکن شیخ نے مجھے فوراً مخاطب کیا
اے عمر! چپ رہو کیونکہ خبر، مشاہدہ کی طرح نہیں ہوتی۔

کوئی دن ایسا نہ ہوتا تھا کہ آپ کی مجلس سے جنازے نہ اٹھتے تھے، لوگ
بے ہوش ہو جاتے نہائیت زاری کے ساتھ روتے وجد و جنون میں کپڑے
پھاڑ دیتے بال نوچ ڈالتے۔ علی بن ہتی کہتے ہیں کہ ایک روز قریباً دس ہزار
کا مجمع تھا آپ تقریر فرما رہے تھے، میری آنکھ لگ گئی شیخ ممبر پر سے
اترے شیخ علی بن سہیتی کے سامنے نہائیت ادب سے کھڑے ہو گئے اور
اُن کی طرف دیکھنے لگے علی بن سہیتی کہتے ہیں جب میری آنکھ کھُلی تو آپ
میرے سامنے کھڑے تھے اور فرمایا رسول اللہ کو خواب میں دیکھا میں
نے کہا ہاں، فرمایا تم نے خواب میں دیکھا اور میں نے حالتِ بیداری میں دیکھا
اسی لئے میں ادب سے کھڑا ہو گیا تھا۔ اس روز سات آدمیوں کا انتقال ہوا۔

ابوذراعہ طاہر کہتے تھے کہ شیخ کی مجلس میں حاضر ہوا آپ فرما رہے تھے میرا کلام وہ بھی سنتے ہیں جو کوہ قاف سے حاضر ہوتے ہیں ان کے قدم ہوا میں ہوتے ہیں اور دل حضوریٔ قدس میں ان کی ٹوپیاں اور اوڑھنیاں اللہ عزّ جلّ کے شوق میں جل جاتی ہیں، آپ کے صاحبزادے عبدالرّزاقؒ اس وقت ممبر کے ساتھ ہی بیٹھے تھے۔ انہوں نے سر اُٹھا کر فضا میں دیکھا اور بے ہوش ہو گئے ان کے پیرہن میں آگ لگ گئی کپڑے جل گئے شیخ ممبر پر سے نیچے اُترے آگ کو بجھایا اور فرمایا عبدالرّزاق تم بھی اُنہی میں سے ہو۔ بعد میں جب عبدالرّزاقؒ سے پُوچھا گیا کہ آپ کیوں بے ہوش ہو گئے تھے؟ اُنہوں نے کہا جب میں نے فضا میں دیکھا تا حدِ نظر فضا لوگوں سے معمور نظر آئی نہایت ادب سے کھڑے سر جھکائے آپ کا کلام غور سے سُن رہے تھے ان کے کپڑوں میں آگ لگی ہوئی تھی۔ ان میں سے بعض ایسے بھی تھے جو چیخ و پُکار کر رہے تھے اور فضا میں اِدھر اُدھر جنون کی حالت میں دوڑ رہے تھے۔ بعض زمین پر گرتے اور بعض اپنی جگہ پر تھرّا رہے تھے۔

جنّ کثرت سے آپ کی محفل میں آیا کرتے تھے آپ کے ہاتھ پر بیعت کرتے آپ کے حلقۂ ارادت میں شامل ہوتے، شیخ ابو ذکریاؒ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے باپ سے سُنا کہ انہوں نے ایک دفعہ عزیمت (عمل)، کے ساتھ جنّوں کو بلایا تو آنے میں خلافِ معمول دیر کر دی جب آئے تو کہنے لگے کہ جب شیخ عبدالقادرؒ وعظ کرتے

ہیں تو ہمیں نہ بلایا کریں کیونکہ ہم آپ کی مجلس میں باقاعدگی سے حاضر ہوتے ہیں اس سے جب پُوچھا گیا کہ تُم بھی ایسا ہی کرتے ہو تو اس نے کہا ہاں ! ہماری ساری قوم جاتی ہے لوگوں سے زیادہ تعداد ہماری ہوتی ہے ہمارے بہت سارے قبیلے ایمان لائے ہیں اور آپ کے ہاتھ پر توبہ کی ہے۔

ایک بار وعظ کی حالت میں حالتِ استغراق طاری ہو گئی اور اُسی حالت میں آپ کا عمامہ کھُلنے لگا اور پُوری محفل نے اپنے عمامے اور ٹوپیاں اتار پھینکیں جب آپ حالت سے باہر آئے تو اپنا عمامہ درست کیا اور تمام لوگوں نے اپنے اپنے عمامے اور ٹوپیاں سنبھال لیں لیکن ایک ٹوپی جس کا کوئی مالک نہ بن رہا تھا شیخؒ نے فرمایا یہ میرے کندھے پر رکھ دو چُنانچہ ایسا ہی کیا گیا اور وہ ٹوپی غائب ہو گئی آپ نے فرمایا اصفہان میں ہماری ایک بہن ہیں جب لوگوں نے اپنے عمامے اُتار پھینکے تو اُنہوں نے بھی اپنی ٹوپی اصفہان میں بیٹھے اُتار پھینکی وہ وہاں سے ہماری تقریر سُن رہی تھی جو کیفیت یہاں تمہاری تھی وہی کیفیت وہاں اُس کی تھی۔

ابُوالحسن سعُدؒ جو اپنے زمانے کے عالم اور زاہد مشہُور تھے فرماتے ہیں کہ شیخؒ کی مجلس میں حاضر ہوُا لوگوں کا بہت ہجُوم تھا اور آپ زُہد کے بارے میں وعظ فرما رہے تھے مَیں نے دل میں سوچا کہ آپ معرفت کے متعلّق بیان فرماتے تو کیا اچھا تھا۔ آپ زُہد سے قطع کلام کرتے ہُوئے معرفت میں بیان فرمانے لگے آپ کا کلام اتنا نفیس

تھا کہ آج تک میں نے ایسا کلام نہ سُنا تھا، پھر میرے دل میں شوق پیدا ہوا کہ آپ ذوق کے بارے میں بیان فرماتے، آپ معرفت سے ذوق کی طرف آگئے اِس بارے میں بھی آپ کا کلام ایسا ہی تھا جیسے پہلے پھر میں نے سوچا کہ اب اگر فنا و بقا پر بھی کچھ بیان ہو جائے تو کیا اچھا ہو آپ نے فنا و بقا پر بھی ایسے ہی موتی رولنے شروع کر دیئے پھر مجھے غیبت و حضور کے بارے میں سُننے کا اشتیاق ہوا اس بارے میں بھی میں نے پہلے ایسا کلام کبھی نہ سُنا تھا۔

ہر پہلو پر آپ کا وجد آور بیان اور پھر گویا ہر موضوع میرے دل کی ترجمانی، اِدھر میں نے سوچا اُدھر بیان ہونے لگا آدمی کو ہلا دینے کے لئے کیا کچھ کم تھا کہ اتنے میں فرمایا "اے ابو الحسن کیا تجھے یہی کافی نہیں" میرے صبر و ضبط کی انتہا ہو چکی تھی۔ آپ کے یہ فرماتے ہی میں بے اختیار ہو گیا تن بدن میں آگ لگی کپڑے پھاڑ دیئے۔

آپ کے صاحبزادے عبد الوہابؒ بیان کرتے ہیں کہ میں نے جب ہوش سنبھالا تو سیاحت کو نکل گیا ایران کے مختلف علاقے دیکھے وہاں کے علوم و فنون حاصل کئے اور مجھے اُن پر بڑا ناز تھا جب بغداد لوٹ آیا، والدِ بزرگوار کی مجلس میں لوگوں کا ہجوم دیکھ کر میرے دل میں بھی آیا کہ میں بھی اپنی تقریر سے لوگوں کو مسحور کر سکتا ہوں اور خطابت کے جوہر دکھا سکتا ہوں چنانچہ والدِ بزرگوار سے اجازت حاصل کی کہ میں چاہتا ہوں آپ کی موجودگی میں لوگوں سے وعظ کروں آپ نے مجھے اجازت دے دی میں ممبر پر بیٹھا، علم کے موتی بکھیر دیئے خطابت کے جوہر دکھائے، پر جیسے کہ یہاں

کوئی سننے والا ہے ہی نہیں اس قدر بے حسی دیکھ کر نہایت شرمندگی ہوئی اہلِ مجلس بھی میری تقریر سے اُکتا گئے تھے جھلا کر والدِ بزرگوار سے درخواست کی کہ آپ خود بیان فرمائیں!

عبدالوہابؒ کہتے ہیں کہ میں ممبر پر سے اُتر آیا اور بڑی ندامت کے ساتھ کھسیانا ہو کر بیٹھ گیا، آپ ممبر پر تشریف لائے اور فرمایا "کل میں روزہ سے تھا یحییٰ کی والدہ (عبدالوہاب کی سوتیلی ماں) نے میرے لئے چند انڈے گھی میں تلے اور ایک پیالی میں ڈال کر مٹی کے برتن میں رکھ دیئے بلّی آئی برتن کو نیچے پھینک دیا اور پیالی ٹوٹ گئی" اتنا کہہ پائے تھے کہ مجلس میں ایک آگ سی لگ گئی کہرام مچ گیا۔ وعظ ختم ہونے کے بعد جب آپ ممبر سے اُترے تو میں نے (عبدالوہابؒ) نے عرض کیا حضور! یہ کیا معاملہ تھا، علم و حکمت کے موتی تو میں رولتا رہا اور کسی پر ذرہ اثر نہ ہُوا جبکہ آپ کی ایک معمولی سی بات پر جذبات کا اتنا بڑا طوفان اُمڈ آیا۔ فرمایا بیٹے! تم اپنے علم پر ناز کر رہے تھے اور یہاں کا سفر کر کے یہ جو کچھ حاصل کیا تھا وہاں کا ناز تھا جہاں سے ہم نے علم حاصل کیا وہاں کا سفر تُم نے نہیں کیا (آسماں کی طرف انگلی سے اشارہ کرتے ہوئے فرمایا) جو کچھ میں نے بیان کیا وہ ہیبت کے ساتھ مقبوض تھا جس کو اہلِ معرفت ہی سمجھتے ہیں یہاں تو معرفت سمجھنے والے ہی آتے ہیں اور فرمایا تُم اپنے اندر سے کلام کر رہے تھے اور میں دوسروں کے اندر سے کلام کرتا ہُوں!

ابُو محمد عطر بادرانیؒ کہتے ہیں کہ جب میرے باپ کے فوت ہونے کا وقت آیا تو

مَیں نے کہا مُجھے وصیّت کیجئے کہ آپ کے بعد کس کی اتباع کروں فرمایا شیخ عبدالقادرؒ کی اتباع کریں، مَیں سمجھا غلبۂ مرض کی وجہ سے ایسا کہتے ہیں کچھ دیر بعد مَیں نے دوبارہ پُوچھا آپ نے پھر وُہی جواب دیا۔ کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد مَیں نے پھر وُہی سوال کیا آپ نے وُہی جواب دیا، عبدالقادرؒ کی اتباع کریں ان کے علاوہ کسی اور کی اتّباع نہ کریں!

ان کے فوت ہونے کے بعد بغداد میں آیا اور شیخؒ کی مجلس میں حاضر ہوُا، بڑے بڑے مشائخؒ اس وقت موجود تھے اور آپ فرما رہے تھے "مَیں تمہارے واعظوں کی طرح نہیں ہوں مَیں تو اللہ کے حکم سے ہی کہتا ہوں۔ میرا وعظ اُن لوگوں کے لئے ہے جو ہوا میں ہیں" اور آپ نے سر اُٹھا کر ہوا میں دیکھا مَیں نے بھی آپ کی متابعت میں ہوا میں دیکھا تو نوری مردانِ غیب کی صَفیں کی صَفیں نظر آئیں وُہ سر نیچے کئے حیرت میں ڈُوبے تھے اور زار زار رو رہے تھے اور کانپ رہے تھے بعض کے کپڑوں میں آگ لگی تھی مجھ پر حیرت سے غشی طاری ہو گئی اور اُٹھ کر لوگوں کو پھلانگتا ہوُا شیخؒ کے قدموں میں جا گرا آپ نے میرے کان پکڑ کر اٹھایا اور فرمایا کیا تجھے اپنے باپ کی پہلی وصیّت پر یقین نہ آیا تھا؟

جب آپ کی شُہرت ہوئی مشائخؒ اور عُلماء جُوق در جُوق آپ کی خدمت میں حاضر ہونے لگے تو عُلماء کا ایک گروہ رشک وحسد سے سازش کرنے لگا جیسا کہ عموماً ہم مشرب وہم پیشہ افراد میں ہوتا ہے عُلماء کے اس گروہ نے طے یہ کیا کہ عبدالقادرؒ کو

علمی مسائل میں اُلجھا کر عوام کے سامنے لاجواب کیا جائے، اس پروگرام کے تحت جب آپ کی محفل میں آئے آپ کی تقریر عُروج پر تھی اور آپ وجد و کیف کی حالت میں تھے عموماً جب آپ اس حالت میں ہوتے تو نُور کی ایک تجلّی آپ کے سینے سے ہو کر پُوری محفل پر چھا جاتی جس کو خدا توفیق دیتا وہ اس تجلّی کو دیکھتا محسوس تو ہر آدمی کر لیتا تھا کچھ ایسی ہی کیفیت اِن آزمائش کرنے والے علماء سے بھی پیش آئی تجلّی کو اُنہوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا اور مبہوت ہو گئے ان میں بے چینی اور بے قراری اس حد تک بڑھی کہ اُن کے ضبط سے باہر ہو گیا اور چلّا اُٹھے کپڑے پھاڑ دیئے بال نوچ ڈالے لوگوں کو پھلانگتے ہوئے ممبر کی طرف دوڑے اور آپ کے پاؤں میں جا پڑے محفل میں ایک ہنگامہ برپا ہو گیا شیخ نے ہر ایک کو سینے سے لگا لیا اور ہر ایک کو بتایا کہ تمہارا مسئلہ یہ ہے اور اس کا جواب یہ ہے۔

یحییٰ بن نجاح ادیب کہتے ہیں کہ میں ایک بار اس خیال سے حضرت کی مجلس میں حاضر ہوا کہ دیکھوں تو سہی آپ کتنے شعر پڑھتے ہیں اور شعر گننے کی غرض سے ایک دھاگہ کپڑوں کے نیچے چھپا لیا کہ جیسے ہی آپ شعر پڑھیں گے گرہ دے لوں گا اس طرح شمار کرنے میں آسانی رہے گی اس پروگرام کے تحت آپ کی مجلس میں پہنچ گیا آپ تقریر کر رہے تھے اور برمحل اشعار پڑھتے جا رہے تھے میں ہر شعر پر گرہ دے رہا تھا، میں مجلس کے آخری سرے پر بیٹھا آپ کی تقریر سُن رہا تھا اور گرہیں دیئے جا رہا تھا آپ تقریر فرما رہے اور کہہ رہے کہ میں گرہیں کھولتا ہوں اور تم گرہیں لگا رہے ہو؟

شیخ عدی بن مسافر کہتے ہیں کہ شیخ وعظ فرما رہے تھے اور بارش ہونے لگی ان میں بعض اہلِ مجلس اٹھنے لگے تو آپ نے آسمان کی طرف سر اٹھا کر کہا "الٰہی! میں لوگوں کو جمع کرتا ہوں اور تو انہیں منتشر کر رہا ہے اسی لمحے بارش نے مجلس سے ہٹنا شروع کر دیا آپ کی مجلس سے باہر بارش ہوتی رہی اور مجلس میں ایک بوند نہ پڑی تھی۔

ایک دفعہ وعظ کے دوران آپ وجد و کیف میں تھے ممبر پر سے چند قدم ہوا میں تیزی سے آگے بڑھے اور فرمایا اے اسرائیلی ٹھہر جا اور محمدی کا کلام سنتا جا پھر آپ اپنی جگہ پر واپس آگئے، وعظ کے بعد اس بارے میں آپ سے پوچھا گیا تو فرمایا خضرؑ ہماری مجلس کے اوپر سے جا رہے تھے میں نے انہی کو مخاطب کیا تھا!

کرامات:

تمام مؤرخین اس بات پر متفق ہیں کہ آپ سے جس قدر کرامات کا صدور ہوا اُمتِ محمدیہ میں کسی ولی سے اتنی کرامات ظاہر نہیں ہوئیں۔ یہاں تک کہ آپ کے زمانے کے منکرینِ کرامات بھی مبہوت رہ گئے اور کرامات کے وجود سے انکار کرنے کے بجائے اس کی تاویل کرنے پر مجبور ہو گئے۔

شیخ علی بن ہیتی کہتے ہیں کہ ہم نے شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ سے بڑھ کر کسی کو زیادہ صاحبِ کرامات نہیں دیکھا اور کوئی شخص، کسی وقت، کوئی کرامت دیکھنا چاہتا تو وہ فوراً دیکھ لیتا کبھی کرامت آپ سے ظاہر ہوتی اور کبھی کرامت آپ میں ظاہر ہوتی تھی۔

شیخ ابو عمرو عثمان بن ابی بکر حریفنی نے کہا خدا کی قسم اللہ تعالیٰ نے اولیاء میں سے کسی کو شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کی طرح پیدا نہیں کیا اور نہ پیدا کرے گا ان کی کرامات جواہرات کی لڑیاں ہیں جو کہ پروئے ہوئے تسبیح کے دانوں کی طرح ہیں۔

ایک دفعہ مشائخ عظام کے ہجوم میں آپ نے فرمایا کسی کی کوئی مراد ہو تو ہم سے طلب کرے ایک بزرگ نے کہا میں اختیار حاصل کرنا چاہتا ہوں: دوسرے بزرگ بولے میں مجاہدہ کی قوت چاہتا ہوں! تیسرے بولے میں خدا کا خوف چاہتا ہوں! ایک اور بزرگ نے عرض کیا میرا خدا کے ساتھ ایک حال تھا جو جاتا رہا وہی حالت دوبارہ چاہتا ہوں ایک شیخ بولے مجھے علم کی فراوانی چاہیئے ایک نے کہا مجھے مقامِ قطبیت چاہیئے۔ ایک بزرگ بولے مجھے خدا کی محبت میں اِستغراق چاہیئے القصہ بہت سارے بزرگوں نے اپنے مدعا پیش کئے شیخ نے فرمایا ان میں سے ہم ہر ایک کی مدد کرتے ہیں اور یہ چیزیں تمہارے رب کی بخشش ہیں اور تمہارے رب کی بخشش کی کوئی حد نہیں۔

ابو الخیر کہتے ہیں خدا کی قسم سب نے جو کچھ طلب کیا تھا وہ پالیا اور میں نے ہر ایک کو اسی حالت پر دیکھا جس کا اس نے ارادہ کیا تھا۔

شیخ شہاب الدینؒ اوائلِ عمر میں علم الکلام سے بہت زیادہ شغف رکھتے تھے اس سلسلے میں بہت سی کتابیں یاد کر رکھی تھیں لیکن چچا منع کرتے تھے کہ یہ فضول

کام ہے وقت ضائع نہ کرو، فرماتے ہیں میں اپنی ضد پر اڑا رہا باز نہ آتا تھا ایک دن وُہ مجھے اپنے ساتھ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کی خدمت میں لے گئے جانے سے پہلے مُجھے سمجھایا کہ ہم ایک ایسے شخص کے پاس جا رہے ہیں جس کا دل خُدا کی طرف سے باتیں کرتا ہے اور وُہ تمہارے دل کی باتیں معلوم کر لیتے ہیں اس لئے دل کو صاف کر کے یہ ارادہ کر لو کہ ہم ان کی زیارت اور برکت کی غرض سے جا رہے ہیں۔

جب ہم آپ کی خدمت میں پہنچے تو میرے چچا نے شیخؒ سے عرض کی حضور! یہ عمر میرا بھتیجا ہے لیکن علم الکلام میں بہت مصروف رہتا ہے اور میرے منع کرنے پر بھی باز نہیں آتا، آپ نے مجھ سے فرمایا عمر! کون کون سی کتابیں اس علم کی پڑھی ہیں ہمیں نے عرض کی کہ فلاں فلاں کتابیں، پھر آپ نے اپنا ہاتھ میرے سینے پر پھیرا تو گویا میں نے کبھی اس موضوع پر کچھ پڑھا ہی نہ تھا میں اپنے آپ کو بالکل کورا محسوس کر رہا تھا لیکن اس علم کے بدلے اللہ تعالیٰ نے میرے سینے میں علمِ لدُنّی بھر دیا جب میں آپ کے پاس سے اُٹھا تو علم و حکمت کے چشمے میرے سینے سے اُبل رہے تھے۔

ایک عورت شیخؒ کی خدمت میں اپنا لڑکا لے کر حاضر ہوئی کہ اس لڑکے کو آپ سے بہت زیادہ محبت ہے ہر وقت آپ کی دُھن میں لگا رہتا ہے میں اللہ کے لئے اور آپ کے لئے اس لڑکے کے حق سے دستبردار ہوتی ہوں آپ اس کو قبول کر لیں آپ نے اس لڑکے کو اپنے پاس رکھ لیا اور سلف کے طریقے پر چلنے کی

تربیت شروع کردی لڑکا نہائت شوق و ذوق سے اس راہ پر چل نکلا ایک روز اس کی ماں اس کو دیکھنے آئی، بچّے کو دیکھ کر نہائت افسردہ ہوئی، اس کا وہ صحتمند بچہ اب اس کے سامنے رنگ زرد اور ہڈیوں کا ڈھانچہ تھا، جو اُس وقت جَو کی سُوکھی روٹی کھا رہا تھا عورت دیکھ کر بے قرار ہوگئی اسی اِضطراب میں شیخؒ کی خدمت میں حاضر ہوئی، شیخ ابھی کھانے سے فارغ ہوئے تھے آپ کے سامنے ایک دوسرے برتن میں مُرغِ مُسَلَّم کی ہڈیاں پڑی ہوئی تھیں، یہ جَو کی روٹی اور یہ مُرغِ مسلّم دیکھ کر عورت سے ضبط نہ ہوسکا آپ سے ایک دم پھُوٹ پڑی یا شیخؒ! میرا بیٹا تو کھائے جَو کے سُوکھے ٹکڑے اور آپ کھائیں بھُنے ہوئے مرغے، شیخ کے پاس جو ہڈیاں پڑی تھیں اُن پر اپنا ہاتھ رکھا اور فرمایا" اللہ کے حکم سے کھڑی ہوجا جو بوسیدہ ہڈیوں کو زندہ کرے گا" مُرغی پھڑپھڑاتی ہوئی زندہ ہوگئی، شیخؒ نے فرمایا جب تیرا بیٹا اس مرتبہ کو پہنچ جائے تو جو چاہے کھائے!

شیخ ابو عمروؒ عثمانؒ اور شیخ ابو محمّد عبدالحقؒ حریمی کہتے ہیں کہ ہم اپنے شیخ کے پاس تھے آپ اُٹھے کھڑاویں پہنیں وُضو کیا، اور دو رکعت نماز پڑھی جب سلام پھیرا تو زور کی ایک چیخ ماری اور ایک کھڑاؤں فضا میں زور سے دے ماری وُہ ہماری نظروں سے اُوجھل ہوگئی پھر دُوسری کھڑاؤں اور اسی طرح چیخ ماری کھڑاؤں ہوا میں اُچھال دی، وُہ بھی غائب ہوگئی، آپ بیٹھ گئے کسی کی جرأت نہ تھی کہ پُوچھتا، ٹھیک ۲۳ روز بعد ایک قافلہ بغداد میں آیا اور شیخ کی خدمت

میں حاضر ہونے کی درخواست کی اُنہوں نے بتایا کہ شیخؒ کی نذر ہمارے پاس ہے ہم حاضر ہونا چاہتے ہیں آپ کو قافلے کی آمد کا بتایا گیا اور یہ بھی بتایا گیا کہ وہ نذر پیش کرنا چاہتے ہیں فرمایا نذر اُن سے لے لیں اور آنے کی اجازت دے دو قافلے کے لوگوں نے کچھ ریشمی کپڑے سونا اور شیخؒ کی دونوں کھڑاویں پیش کیں اور ساری رُوداد کہہ سُنائی کہ ہم سفر میں تھے کہ ڈاکوؤں کے نرغے میں آگئے اُن کے دو سردار تھے، جن کی نگرانی میں ہمیں لُوٹا گیا کچھ کو قتل کیا گیا، اور مال و اسباب لے کر وہ ایک طرف چلے گئے اور ہم لُٹے پٹے ایک طرف ہو کر بیٹھ گئے وہ ہماری نظروں کے سامنے ہمارا مال تقسیم کر رہے تھے ہمارے بعض ساتھیوں نے کہا افسوس! ہم شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کو مدد کے لئے پُکارتے تو ہماری مدد ضرور کی جاتی چُنانچہ ہم نے اُسی وقت پُکارا اور مَنّت مانی کہ ہمیں اس مصیبت سے نجات دلائیں ہم حاضر ہوں گے نذر و نیاز پیش کریں گے، ابھی ہم اس فریاد میں تھے کہ ایک چیخ سُنائی دی جس سے سارا جنگل لرز گیا اس کے بعد دُوسری چیخ سنی تھوڑی دیر بعد کچھ ڈاکو ہمارے پاس آئے ہمارا مال واپس کیا اور بتایا کہ اُن پر ایسی مُصیبت نازل ہوئی ان کے سردار مارے گئے اور یہ کھڑاویں ہیں جن سے وُہ ہلاک ہُوئے یہ لیجئے اپنا مال اور ہمیں معاف کر دیں!

شیخ ابوالحسن بغدادیؒ بیان کرتے ہیں کہ میں شیخؒ کی خدمت میں رہتا تھا، آپ سے پڑھتا بھی تھا اور آپ کی ہر ضرورت کا خیال بھی رکھتا تھا، اس لئے رات بھر جاگتا تھا ایک رات آپ گھر کے دروازے سے نکلے میں نے لوٹا دینا چاہا۔

لیکن آپ نے نہ لیا اور مدرسہ کے دروازے کی طرف بڑھے میں بھی آپ کے پیچھے ہو لیا دل میں سوچ رہا تھا کہ شیخ کو میرے ساتھ آنے کا علم نہیں حتّٰی کہ آپ شہر کے دروازے تک پہنچے دروازے کو تالا لگا ہوا تھا جو خود بخود کھل گیا ہم کچھ دیر چلے ہوں گے کہ ایک ایسی جگہ پہنچ گئے کہ میں نہیں سمجھ سکا کہ یہ کون سی جگہ ہے آپ ایک مکان میں داخل ہوئے جو کہ سرائے سے مشابہ تھا یہاں چھ آدمی گویا آپ کا انتظار کر رہے تھے سب نے آپ کو سلام کیا، میں ایک ستون کی آڑ میں ہو کر دیکھنے لگا مکان کی ایک طرف سے نہایت دھیمی آواز آرہی تھی، اتنے میں ایک اور آدمی آیا جس نے اپنے کندھوں پر ایک دوسرے شخص کو اُٹھا رکھا تھا جس کا سر ننگا اور لمبی لمبی مونچھیں تھیں۔ شیخ کے سامنے ڈال دیا گیا شیخ نے اُس کو کلمۂ شہادت پڑھایا اس کے سر اور مونچھوں کے بال ترشوائے ٹوپی پہنائی اور اس کا نام محمدؐ رکھا باقی لوگ جو وہاں موجود تھے اُن سے فرمایا کہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ مرنے والے کی جگہ اس کو مقرر کیا جائے سب نے تائید کی پھر شیخ وہاں سے نکلے، مَیں بھی پیچھے پیچھے ہو لیا تھوڑی دیر میں بغداد پہنچ گئے، صبح کی نماز کے بعد حسبِ معمول پڑھنے کی غرض سے آپ کی خدمت میں کتاب کھول کر بیٹھا، لیکن دماغ میں رات کا سفر گھوم رہا تھا، سبق پڑھا نہیں جا رہا تھا اور پوچھنے کی ہمت نہیں پڑتی تھی اتنے میں آپ نے فرمایا بیٹے پڑھو! اس شفقت بھرے لہجے نے مجھ میں جرأت پیدا کر دی، مَیں نے عرض کیا حضور! وہ رات کو ہم کہاں گئے تھے؟ فرمایا وہ نہاوند شہر تھا، اور وہ چھ آدمی ابدال تھے۔

زرم آواز والا قریب المرگ اُبدال تھا جو شخص بعد میں آیا تھا وہ خضرؑ تھے اور جو آدمی اُنہوں نے اُٹھا رکھا تھا وہ قسطنطینہ کا عیسائی تھا مجھے حکم دیا گیا تھا کہ اس کو متوفی کی جگہ قائم مقام بنائیں! لیکن خیال رکھنا یہ بات میری زندگی میں کسی کو بتانا مت!

شیخ عمر دبزاز کہتے ہیں کہ مَیں ایک دفعہ جب شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کی مسجد میں گیا کسی نے پُوچھا تک نہیں کون آیا، مجھے حیرت ہوئی اور افسوس بھی ہوا مَیں نے دل میں کہا کہ شیخ کے ساتھ اِتنا ہجوم ہوتا ہے کہ آپ کو ملنا بھی مشکل ہے ابھی یہ فقرہ پُورا بھی نہ ہوا تھا کہ شیخؒ نے میری طرف دیکھ کر تبسّم فرمایا اور لوگوں نے مجھے سلام کرنا شروع کر دیا اس قدر ہجوم ہوا کہ شیخ میں اور مجھ میں لوگ حائل ہو گئے پھر مَیں نے سوچا وہ حال بہتر تھا آپ نے میری طرف دیکھا اور ہنس کر فرمایا اے عُمرؒ تمہیں نے تو یہ ارادہ کیا تھا تمہیں معلوم نہیں کہ لوگوں کے دل ہمارے قبضے میں ہیں اگر چاہوں تو اپنی طرف سے پھیر دوں اور اگر چاہوں تو اپنی طرف متوجہ کر لوں!

آپ فرماتے ہر روز ہونے والے واقعات کی مجھے خبر دی جاتی ہے اور مجھے خدائے بزرگ و برتر کی عزت کی قسم نیک و بدبخت میرے سامنے لوحِ محفوظ میں پیش کئے جاتے ہیں مَیں خدا کے علم اور مشاہدہ میں غوطہ لگانے والا ہوں میں تم پر خدا کی ایک حجت ہوں اور مَیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا زمین میں نائب اور وارث ہوں

شیخ ابوالحسن قرشیؒ کہتے ہیں مَیں نے شیخ کو یہ فرماتے سُنا کہ جب تم خدا سے کوئی حاجت طلب کرو تو میرے توسّل سے دُعا مانگو اور فرمایا زمین والو، مشرق

میں ہو یا مغرب میں سُن لو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں ایسی چیزیں پیدا کرتا ہوں جنہیں تم نہیں جانتے، اور میں اُن میں سے ہُوں جن کو تم نہیں جانتے! اے مشرق والو! اے مغرب والو! آؤ مُجھ سے سیکھو، اے عراق والو! تمہارے حالات میرے نزدیک اُن کپڑوں کی طرح ہیں جو میرے گھر میں لٹکے ہُوئے ہیں اُن میں سے جن کو چاہُوں پہن لُوں اور سُن لو درجات یہاں ہیں میری مجلس میں خلعتیں تقسیم ہوتی ہیں انبیاء میری مجلس میں تشریف لاتے ہیں اور کوئی ولی ایسا نہیں کہ وہ میری مجلس میں حاضر نہ ہوتا ہو زندہ ولی اپنے جسموں کے ساتھ اور فوت شدہ اپنی اَرواح کے ساتھ اور اے عزیز!! اگر تجھ کو میرا حال جاننا ہو تو منکر نکیر سے پُوچھنا جب وہ تیرے پاس قبر میں آئیں وہ تجھے میرا حال بتائیں گے!

بے شک میں اس وقت بولتا ہوں جب مجھے بولنے کا حکم ہوتا ہے اور حکم دیا جاتا ہے تو کرتا ہوں اور دیا جاتا ہے تو تقسیم کرتا ہُوں تم کو میرا جھٹلانا تمہارے دین کے لئے خرابی ہے اور تمہاری دُنیا اور آخرت برباد ہونے کا سبب ہے۔

اور سُن لو! اگر میری زبان پر شریعت کی مُہر نہ ہوتی تو میں تم کو بتاتا جو کچھ کھاتے ہو اور اپنے گھروں میں جمع کرتے ہو تُم میرے سامنے شیشے کی طرح ہو! تمہارے ظاہر و باطن کو میں دیکھتا ہُوں اگر میری زبان پر حُکم کی لگام نہ ہوتی تو میں تُم پر تمہارے چھپے ہوئے بھید ظاہر کرتا لیکن علم، عالم کے دامن میں پناہ لیا کرتا ہے تاکہ اس کا بھید ظاہر نہ ہو!

شیخ ابو الحسن قریشیؒ کہتے ہیں کہ میں اور شیخ علی بن ہیتیؒ اپنے شیخؒ کی خدمت میں مدرسہ میں بیٹھے تھے آپ کے پاس بغداد کا بہت بڑا تاجر ابو غالب فضل اللہ آیا اور آپ سے عرض کرنے لگا حضور! آپ کے جدِّ اعلیٰ رسول اللہ ہیں اور رسول اللہ نے فرمایا تھا کہ کسی کی دعوت رد نہ کرو آپ کرم فرمائیں میری دعوت قبول فرمالیں میں اُمید کے ساتھ حاضر ہوا ہوں اور اُمید کرتا ہوں میری درخواست کو رد نہیں کیا جائے گا۔ آپ نے فرمایا اگر مجھے اجازت ملی تو آؤں گا، پھر کچھ دیر مراقبہ میں چلے گئے اور فرمایا ہاں چلوں گا آپ نے اپنی سواری منگائی آپ کے دائیں رکاب پر شیخ علی بن ہیتیؒ تھے اور بائیں رکاب پر میں تھا!

جب اس تاجر کے گھر پہ آئے تو دیکھا کہ بغداد کے تمام بڑے بڑے علماء، مشائخ اور اراکینِ حکومت جمع ہیں، دسترخوان بچھایا گیا اور اس پر ہر قسم کے کھانے اور پھل فروٹ چن دیئے گئے اور آخر میں ایک بڑا ٹوکرا جو ہر طرف سے لپٹا ہوا تھا دو آدمی اٹھا لائے اور دسترخوان کے قریب رکھ دیا، ابو غالب نے کہا بسم اللہ کیجئے! حضرت شیخ عبد القادر جیلانیؒ استغراق میں تھے اور پوری محفل پہ سناٹا چھایا ہوا تھا کھانے کی طرف کسی نے توجہ نہ دی!

جب استغراق سے آپ باہر آئے تو شیخ علیؒ کو اشارہ کیا کہ وہ ٹوکرا اُٹھا کر لے آئیں ہم اُٹھے اور اس کو مشکل اُٹھا کر شیخ کے پاس لائے آپ نے حکم دیا کہ اس کو کھولو! جب کھولا گیا تو اس میں ابو غالب کا مفلوج لڑکا بند پڑا تھا جو

مادر زاد اندھا اور فالج زدہ تھا۔ شیخ نے اس کو حکم دیا "کھڑا ہو جا اللہ کے حکم سے توانا اور تندرست ہو کر" اسی لمحے وہ لڑکا اُٹھا صحیح تندرست حالت میں دیکھتا ہُوا۔ گویا کوئی بیماری اس کو تھی ہی نہیں۔ یہ حالت دیکھ کر مجلس کا سکوت ٹوٹا۔ حیرت اور خوشی کے جذبات کا طوفان اُمڈ آیا، ایک ہنگامہ سا برپا ہوگیا، اسی شور شرابے میں آپ باہر نکل آئے بغیر کچھ کھلائے پیئے۔

آپ کے خُلفاء، جو طویل عرصہ تک آپ کی خدمت میں رہے بیک زبان اس پر مُتفق ہیں کہ آپ کو نہ کبھی ناک صاف کرنے کی ضرورت پڑی اور نہ ہی آپ تھوکتے تھے نہ آپ پر مکھی بیٹھتی تھی اور نہ کبھی کسی امیر کے لئے کھڑے ہوئے اور نہ کسی بادشاہ یا وزیر کے دروازے پر گئے نہ اُن کا کھانا کھایا اس کے برعکس خلیفہ یا وزیر یا کوئی بڑا آدمی آپ کے پاس آتا تو آپ اُٹھ کر اندر چلے جاتے پھر جب وہ آجاتا تو پھر آپ اندر سے تشریف لاتے، اُن سے ہمیشہ سخت کلامی سے پیش آتے اُن کو نصیحتیں کرتے وہ آپ کے ہاتھ چُومتے اور آپ کے سامنے نہایت انکساری سے بیٹھتے جب آپ خلیفہ کے نام کچھ لکھتے تو اس طرح لکھتے کہ عبدالقادرؒ کہتا ہے اور تمہیں حکم دیتا ہے کیونکہ میرا حکم تم میں جاری کیا گیا ہے اس کی اطاعت تُم پر فرض ہے تمہارے لئے وُہ پیشوا ہیں اور تم پر وہ حجت ہیں جب تحریر خلیفہ کے پاس جاتی تو وہ اُس کو چُومتا اور تصدیق کرتا کہ عبدالقادرؒ صحیح فرماتے ہیں۔

ایک بار خلیفہ المستنجد باللہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا، کچھ دیر آپ کے پاس بیٹھا نصیحت کا طلبگار ہوا اور جب رخصت ہونے لگا تو آپ کی خدمت میں نقدی کی دس تھیلیاں پیش کیں آپ نے فرمایا مجھے اس کی ضرورت نہیں خلیفہ نے نہائت انکساری سے دوبارہ التجا کی، آپ نے دو تھیلیاں ایک ایک ہاتھ میں لے کر ان کو نچوڑا تو ان سے خون بہنے لگا پھر خلیفہ کو مخاطب کر کے فرمایا اے ابوالمظفر خدا سے ڈرتے نہیں کہ لوگوں کا خون چوستے ہو اور اس کو میرے پاس ہدیہ لاتے ہو؟ بادشاہ یہ دیکھ کر بے ہوش ہو گیا، شیخ نے فرمایا ربّ العزت کی قسم! اگر اس کے رشتۂ رسولؐ کا لحاظ نہ ہوتا تو اس خون کو اس کے محلات تک پہنچاتا۔

ایک دن خلیفہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا عرض کی کوئی کرامت دیکھنا چاہتا ہوں! آپ نے فرمایا کیا دیکھنا چاہتے ہو؟ اس نے کہا سیب چاہتا ہوں! یہ سیب کا موسم نہ تھا۔ آپ نے ہاتھ ہوا میں بڑھایا اور دو سیب آپ کے ہاتھ میں تھے ایک خلیفہ کو دے دیا اور ایک اپنے پاس رکھ لیا آپ نے سیب کاٹا تو نہایت خوشبودار اور لذیذ تھا جبکہ بادشاہ کے ہاتھ والے سیب میں کیڑے پڑے تھے اس نے پوچھا یہ کیا بات ہے؟ فرمایا ابوالمظفر! تمہارے ظلم کے ہاتھ سیب کو لگے تو اس میں کیڑے پڑ گئے۔

آپ کی کرامات اس قدر ہیں کہ اگر انہیں صحیح سند کے ساتھ ذکر کیا جائے

تو بھی ایک ضخیم جلد تیار ہوتی ہے یہاں صرف ہر پہلو پر تمثیل کے طور پر ایک ایک کرامت کا ذکر کیا گیا آپ کے ارشادات انبیاء علیہم السلام سے مشابہ ہیں، آپ کے کلمات مُردہ دلوں کو زندہ کرتے ہیں۔ آپ کی کرامات آپ کے کلمات کی طرح لامعدود ہیں آپ کے کلمات آپ کی کرامات کے آئینہ دار ہیں صدیاں گزرنے کے باوجود ان کلمات کی حلاوت میں کوئی فرق نہ پڑا یہ قدسی نغمات دلوں کو گرماتے ہیں۔ ان میں ایک نئی روح پیدا کر کے ایمان کی بے بہا دولت سے ہمکنار کرتے ہیں،

فرمودات

"جو علم روشنی میں عمل کرتا ہے اللہ تعالیٰ اُسے ایسا علم دیگا جسے وہ پہلے نہیں جانتا تھا، خدا کے علاوہ ہر چیز سے قطع تعلق ہو جاؤ، اغیار اور اسباب پر بھروسہ کرنا چھوڑ دو اپنے رب کے ساتھ چالیس روز خلوص سے رہو، تمہارے دل سے زبان کے راستے حکمتوں کے چشمے پھوٹ نکلیں گے اللہ کی روشن آگ کو حضرت موسیٰ کی طرح دیکھو گے دنیا کے ہوا و ہوس کی آگ سے نجات پاؤ گے اور تم اپنے دل کی گہرائیوں سے سنو گے" انا ربکم الاعلیٰ مجھے پہچان !! کہ میرے علم اور قرب کے انعامات تجھ پر ارزانی ہوں" جب یہ کیفیت پیدا ہو جائے تو سمجھ لو کہ مراد کو پہنچا تیرا قلب جاری ہو جائے گا اور اللہ کے انوار و تجلیات کا سلسلہ قائم ہو جائے گا، یہ سلسلہ ایسا ہی ہوگا جیسے ارشاد ہوا تھا کہ" فرعون کے پاس جاؤ اور میری طرف سے اس کو ہدایت کی طرف بلاؤ، اسکو کہہ دیں کے میرے بندے بن جاؤ تاکہ تمہیں سیدھا رستہ دکھاؤں"۔

"جان لو! اسم اعظم "اللہ" ہی ہے دُعا ضرور قبول ہوگی بشرطیکہ جب تم اللہ کہو تو تمہارے دل میں کسی غیر کا خیال نہ جائے، عارفین کامل سے بسم اللہ کا لفظ وہی تاثیر رکھتا ہے جو اللہ کی طرف سے "کُن" کا لفظ حکم رکھتا ہے، یہ کلمہ غم سے نجات دلاتا ہے مصیبت کو دُور کرتا ہے، زہر کو بے اثر بنا دیتا ہے، نور کو عام کرتا ہے، اللہ ہر غالب پر غالب ہے وہ مظہر العجائب ہے اس کی شان ارفع ہے وہ اپنے کو اچھی طرح جانتا ہے وہ ظاہر و باطن کا جاننے والا ہے جو اس کا ہو جائے وہ اُس کی پناہ میں آجاتا ہے، جو اس کے راستے پر چلتا ہے اُس تک پہنچ

جاتاہے، جو اس کا مشتاق ہوتا ہے وہ اس سے مانوس ہو جاتا ہے اللہ کے دروازے پر دستک دو اور اس کی پناہ میں آجاؤ"۔

خیال جو دلوں میں پیدا ہوتے ہیں وہ خدا کی طرف سے ہوں تو الہام ہوتے ہیں۔ شیطان کی طرف سے وارد ہوں، تو وسواس کہلاتے ہیں اور نفس کی جانب سے ہوں تو ہوا و ہوس ہوتے ہیں، الہام کی علامت یہ ہے کہ علم کے عین مطابق ہوتا ہے جو علمی معیار پر پورا نہ اترے وہ الہام نہیں ہوتا، نفس کی خواہشات سے ہوا و ہوس پیدا ہوتے ہیں، نفس کے بار بار تکرار سے انسان کو دھوکہ ہو جاتا ہے اور اس نفس کی خواہش کو اچھا سمجھنے لگتا ہے، وسواس کی علامت یہ ہے جب کسی غلط کام کی انسان کو ترغیب ملے اور اس پر وہ آمادہ نہ ہو تو یہ ترغیب کسی دوسرے کام کی طرف منتقل ہو جائے، چونکہ شیاطین کے نزدیک گناہ کی تمام صورتیں یکساں ہیں قرآن پاک میں اس مضمون کو اس طرح بیان کرتا ہے

اِنَّمَا یَدْعُوْا حِزْبَہٗ لِیَکُوْنُوْا مِنْ اَصْحٰبِ السَّعِیْرِ

الہامی تصوّرات کی کیفیت یہ ہوتی ہے کہ اس سے حیرت اور بُرائی پیدا نہیں ہوتی بلکہ اس سے علم میں اضافہ ہوتا ہے اس کے بیان کی حلاوت، اس کی صداقت کی دلیل ہے، اللہ تعالیٰ کی طرف سے حقائق و تجلیات کا ایک سلسلہ قائم ہو جاتا ہے۔

اہل تصوّف کا اس بات پر اتفاق ہے کہ جو شخص حرام کھاتا ہے وہ منازل میں بھی فرق نہیں کر سکتا اور جب تک تم دل کے ساتھ اس کی موافقت کرتے رہو گے تمہاری غذا مشکوک رہے گی جب تمہارا باطن شفاف ہو گا، حلال غذا بھی میسّر ہو گی۔

قصیدے کے چند اشعار

(۱) میں نے تمام اقطاب سے کہا میرے حال سے مدد حاصل کرو، اور میرے (لوگوں کے) حلقے میں داخل ہو جاؤ۔

(۲) میں بارگاہ تقرب میں تنہا ہوں، جو مقام مجھے ملا ہے کسی کو نہیں ملا مجھے میرا ذوالجلال کافی ہے۔

(۳) مجھے اولوالعزمی بڑی مرتبت والا خلعت دیا گیا اور سر پہ کمال کا تاج رکھا گیا۔

(۴) مجھے رازہائے قدیم پہ آگاہی بخشی گئی، مجھے تمام کاموں پر مرتبہ ملا، اور جو مانگا خدا نے دیا۔

(۵) مجھے خدا نے تمام اقطاب کا مختار بنایا، میرا حکم ہر حال جاری ہے۔

(۶) اگر میں اپنا بھید دریاؤں میں ڈالوں تو وہ غاروں میں غائب ہو جائیں۔

(۷) اگر میں اپنا راز پہاڑوں پر ڈالوں تو وہ ریزہ ریزہ ہو کر ریت میں مل جائیں۔

(۸) اگر میں اپنا راز آگ میں ڈالوں تو اس کی تپش، میرے راز سے کافور ہو جائے۔

(۹) اگر میں اپنا راز مردے پر ڈالوں، تو وہ قدرتِ الٰہی سے جی اُٹھے۔

(۱۰) میری نگاہ میں تمام ملک خدائی کے دانہ کی طرح ہے، میرے حکم اتصال میں۔

(۱۱) میں نے اتنا علم حاصل کیا کہ قطب ہو گیا اور مجھے میرے مولی الموالی سے سعادت نصیب ہوئی۔

(۱۲) ہر ولی کسی کے قدم پہ ہے اور میں حضرت نبی بدرالکمال صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے قدم پر ہوں۔

(۱۳) وُہ غیب کی خبریں بتانے والے، ہاشمی، مکّی، حجازی ہیں اور میرے نانا جان ہیں، اُن کے وسیلے سے میں نے دوستوں کو پالیا۔

(۱۴) اے میرے مرید، دشمن سے خوف نہ کر میں سخت عزم والا ہوں، قتال کے وقت قاتل ہوں۔

(۱۵) میں جیلانی ہوں، محی الدین میرا نام ہے، میرے جھنڈے پہاڑوں سے بھی زیادہ اونچے ہیں۔

(۱۶) میں حسنی ہوں، مخدع میرا مقام ہے، میرا قدم ہر ولی کی گردن پر ہے۔

(۱۷) میرا مشہور نام عبدالقادر ہے، اور میرے جدِ اعلیٰ بڑے صاحبِ کمال ہیں

مکتبہ نقیب اہل سنت کی دوسری مطبوعات

المیہ تکفیر: دو مکتبہ فکر، دیوبند اور بریلی کے درمیان ڈیڑھ سو سالہ جنگ کی روئیداد، اختلافات، دیانتدارانہ تجزیہ، تلخ واقعات، خاکہ، انداز بیان نہایت واضح اور شستہ متانت اور سنجیدگی کا مرقع کتاب علمی اور تحقیقی ہونے کی وجہ سے اہل علم کے لئے نہایت قابل توجہ۔ قیمت ۹ روپے

قصہ نجد: وہابیت کی تاریخ ہزار سالہ اختلافی آویزش کا جائزہ پیش کیا گیا ہے کتاب تاریخی اعتبار سے معلومات کا مرقع ہے۔ وہابیت کے مختلف روپ مختلف ادوار میں، لیکن ورود ہند کے بعد خارجیت سے مرزائیت تک کا جنم اور فروغ اس کا رہینِ منت کس طرح ہوا۔ یہ تمام تر معلومات قصہ نجد میں ملاحظہ کیجیے قیمت ۱۶ روپے

نقاب پوش درویش: تبلیغی جماعت کا طریقہ واردات تجربات کی روشنی میں بیان کیا گیا۔ مؤلف کو تبلیغی جماعت کے ساتھ رہ کر جو تجربہ ہوا آپ کی خدمت میں پیش کر دیا گیا۔ قیمت ۴ روپے

الخارجیہ: خارجیت کی تاریخ ہے امت مسلمہ نے قرن اول سے آج تک جو صدمے خارجیت سے اٹھائے ہیں ایک جھلک ہے اگرچہ کتاب کو زیادہ پھیلایا نہیں گیا لیکن قارئین کو کسی مرحلہ پر بھی تشنگی کا احساس نہ ہوگا۔ اس کتاب میں بعض تاریک گوشوں کا نہایت قابل توجہ انکشاف آپ پہلی مرتبہ ملاحظہ فرمائیں گے قیمت ۱۵ روپے

مکتبہ نقیب اہل سنت پوسٹ بکس نمبر ۶۳ چکوال